۷۸۶
۴۹۲

سلسلہ نمبر ۹

ہفت مسائل

مؤلفہ

حضرت محمد نور الدین صاحب عربی

شائع کردہ

ادارۂ تبلیغ مہدویہ

دفتر جامع مسجد مہدویہ نمبر ۱-۶-۶۷۳
مشیرآباد ۔ حیدرآباد ۔ آندھرا پردیش ۵۰۰۰۴۸

مطبوعہ دائرہ پریس چھتہ بازار حیدرآباد

طبع اول

سنہ ۱۳۹۹ھ
۱۹۷۹ء

تعداد (۳۰۰۰) تین ہزار

اظہار

ادارہ تبلیغ مہدویہ اقصائے عالم میں پھیلے ہوئے مہدوی بھائیوں کے کے تعاون سے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خاتم الاولیاء حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور حیات پاک کے مختلف گوشوں پر مختصر کتابچے شائع کر رہا ہے۔ ادارۂ ہذا کو بڑی ہی مسرت ہے کہ نہایت ہی کم عرصہ میں خدائے بزرگ و برتر نے بڑی ہی کامیابی عطا کی۔ مختلف آبادیوں میں تبلیغی دوروں سے مہدوی بھائیوں میں جذبۂ دینی موجزن ہوا اور خصوصاً نوجوان نسل میں نماز سے رغبت پیدا ہوئی۔ ماہِ مارچ میں حضرت محمد نور الدین صاحب عربی نے کرنول، نندیال، کڈپہ اور کندور کا تبلیغی دورہ فرما کر رسول مقبولؐ اور مہدی مراد اللہ کی تعلیمات اور سیرت پر کئی مجالس کو مخاطب کیا۔ اسی تبلیغی پروگرام کو وسعت دیتے ہوئے حضرت سید ہاشم صاحب خوندمیری موضع اندری میں ایک تقریب کے موقع پر جمع ضلع ناندیڑ کے کئی مواضعات میں آباد مہدوی بھائیوں میں ادارہ کی کتابیں تقسیم فرما کر احباب کو ادائی نماز کی تلقین فرمائی۔ ان مختصر کتابچوں کی اشاعت سے دیگر فرقے کے بھائیوں کو مہدویت سمجھنے کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں جس سے کئی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو رہا ہے۔ کارکنان ادارہ پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمارے ارادوں کو مضبوط اور حوصلوں کو بلند کر دے تاکہ ہم دین کی صحیح خدمت انجام دے سکیں۔ فقط

المرقوم ۴؍ اپریل ۱۹۷۹ء

سید دلاور خوندمیری

خازن ادارہ تبلیغ مہدویہ

۴۸۶
۳۹۲

ہفت مسایل

جون ۱۹۷۲ء میں میرا پالکوڑ (ریاست تامل ناڈو) جانا ہوا تھا یہاں کے نوجوانوں نے مجھ سے چند سوال کئے۔ ان کی تفہیم کے لئے میں نے "ہفت مسائل" کے نام سے یہ رسالہ مرتب کیا وھوھذا۔

سلسلۂ بیعت

حضرت مہدی علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ (کہہ دے اے سید محمد میں اللہ کا بندہ اور محمد رسول اللہ کا تابع ہوں) اس فرمان کی بنا پر حضرت مہدی علیہ السلام نے شریعت میں حضرت سرور کائنات کی اتباع کی لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس جب کوئی مرید ہوتا ہے تو مرشد سلسلے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں لیتا" اس پر اعتراض یہ ہے کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کو ترک کر دیا ہے" سلسلے میں رسول خدا کا نام نہ لینے سے حضرت مہدی علیہ السلام کے تابع رسول اللہ ہونے کے دعویٰ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اسلئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے خلیفہ اور معصوم عن الخطاء ہیں جب آپؑ اللہ کے خلیفہ ہیں تو آپ کا واسطہ اللہ ہی سے ہوا۔ آپ کا علم علم سکوتی ہے اور آپ کو کسب فیض خاص اللہ تعالیٰ کی ذات سے حاصل ہے اور خاتم ولایت محمدیؑ نے

کی حیثیت سے آپ ہی تمام انبیاؑ و اولیاء اور خدائے تعالےٰ کے درمیان واسطہ ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ نے مہدی علیہ السلام کو خاتمِ دین کہا ہے، دین میں نبوت اور ولایت دونوں داخل ہیں دین کے رکنِ احسان کی (جس کا تعلق دیدارِ خدا سے ہے) تکمیل ذاتِ مہدیؑ سے ہوئی ہے اور دیدار متعلق بہ ولایت (یعنی قربِ الٰہی) ہے اس لئے آپؑ خاتم ولایت کہلاتے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے جملہ احکام خدائے تعالےٰ سے بیواسطہ تعلیم پر منحصر ہیں اسی وجہ سے مرید کرلتے وقت ہمارے پاس یہ پڑھاتے ہیں کہ "مہدی علیہ السلام کا واسطہ خدا سے ہے"۔

حضرت مہدی علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ سے بیواسطہ تعلیم کا اعتقاد مہدویوں سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ اولیاء اللہ اور علما باللہ کا بھی یہی مذہب رہا ہے، جیساکہ فصوص الحکم میں جس کے مصنف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے لکھا ہے "علم سکوتی سوائے خاتم الرسل اور خاتم الاولیاء کے کسی کو حاصل نہیں ہے اور انبیاء ورسل سوائے مشکوٰۃ خاتم الرسل کے اللہ کو نہیں دیکھتے اسی طرح اولیاء میں سے کوئی ولی بھی خاتم الاولیاء کی مشکوٰۃ کے بغیر اللہ کو نہیں دیکھتا یہاں تک کہ انبیاء و رسل بھی جب دیکھیں گے تو مشکوٰۃ خاتم الاولیاء ہی سے دیکھیں گے" اور اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ "صاحبِ ولایت محمدیہ خدائے تعالیٰ اور تمام انبیاءؑ و اولیاءؒ کے درمیان واسطہ ہے اور حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فصوص میں تحریر فرمایا ہے کہ کل انبیاء و اولیاء حقیقتِ محمدیہ کے مظہر ہیں انبیاء آپ کی ظاہر نبوت کے اور اولیاء آپ کی باطن ولایت کے اور خاتم الاولیاء آپ کے باطن

ولایت کی احدیت الجمع کے مظہر ہیں" اور حضرت عبدالرزاق کاشانی نے اپنی
شرح فصوص میں ارقام فرمایا ہے "رسول اللہ کی ولایت باطن رہی یہاں تک کہ وہ خاتم ولایت
کے مظہر میں ظاہر ہوئی جو آپ کی ظاہر خلافت اور باطن نبوت کے وارث ہیں" اس تحریر
سے خاتم الاولیاء کا مقام و مرتبہ ظاہر ہو رہا ہے اور خاتم الاولیاء حضرت مہدی علیہ السلام
ہی کی ذات مقدس ہے جیسا کہ تجلیات رحمانی میں جو علم تصوف کی ایک مشہور کتاب ہے
لکھا ہے کہ "ختم ولایت بر مہدی علیہ السلام شد" یعنی ولایت مہدی علیہ السلام
پر ختم ہوگی۔ پس جب حضرت مہدی علیہ السلام انبیا اور اولیا اور اللہ تعالے کے درمیان
واسطہ اور حضرت رسول کریم کے وارث ہیں، آپ کو خدا سے بے واسطہ فیض حاصل
ہو رہا ہے جس سے آپ اپنے تابعین کو مستفیض کر رہے ہیں اس لئے اس گروہ کے
مرشدین اپنے مریدوں سے یہ اقرار کراتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا واسطہ
خدا سے ہے"۔ سلسلہ پڑھانے کا مطلب و مقصد صرف یہ ہے کہ جو پیر اپنے مرید
کو سلسلہ پڑھوا رہا ہے۔ وہ گویا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ میرا یہ سلسلہ حضرت مہدی
علیہ السلام تک پہونچتا ہے، بیچ میں کہیں ٹوٹا ہوا نہیں ہے پس جس طرح میں اپنے مرشد
کا فیض پایا ہوا ہوں وہ اپنے مرشد کا فیض پائے ہوئے ہیں، پھر ان کے مرشد
اپنے مرشد کا، اس طرح یہ سلسلہ حضرت مہدی علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور اس
سے مرید پر یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ جس پیر کا وہ مرید ہو رہا ہے اس کا سلسلہ برابر
قایم ہے اور وہ سند یافتہ اور اجازت یافتہ ہے اور تعلیم ذکر کے متعلق جو بات اپنے
مرید سے کہے گا وہ وہی ہے جو واسطہ در واسطہ اس کو حضرت مہدی علیہ السلام
سے ملی ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے تعلیم خداوندی کی بناء پر خلفاء کو تاکی

ہے۔ جیسے کوئی دیوبند کا مولوی بغیر سند کے مولوی نہیں ہو سکتا ایسے ہی کوئی پیر
بھی بغیر سند اور اجازت کے پیر نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث کا پڑھانے والا عالم
اور ایک قرأت کا سکھانے والا قاری یہ دونوں بھی اپنے اپنے سلسلے کے محدثین یا
قراء کا نام لیتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے حدیث یا قرأت سیکھی ہے اور اس نے فلاں
سے۔ اس سے ان کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ ہم اس فن کی جو تعلیم دے رہے ہیں وہ بغیر
تعلم اور سند حاصل کئے نہیں دے رہے ہیں بالکل اسی طرح پیر کے سلسلہ
پڑھانے کا مطلب ہوتا ہے اور چونکہ خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے حضرت
مہدی علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کی ذات سے فیض اخذ کیا ہے اور مہدی کا
مرشد خدائے تعالیٰ ہے اس لئے اس سلسلے کو ہم حضرت مہدی علیہ السلام تک
پہونچا کر ختم کر دیتے ہیں ؎

طے ولایت ہی سے ہوتی ہیں منازل قرب کی
جو وہاں پہونچا سکے وہ رہنما پیدا ہوا

بات یہ ہے کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اس کی عبادت ہے سلسلہ
پڑھنا صرف ایک طریقہ ہے اصل عبادات نماز روزہ ذکر وغیرہ ہیں جن کے ذریعہ
خدا سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔ مہدوی نماز بالکل ویسی ہی پڑھتے ہیں جیسی کہ
ہم کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے۔ اسی طرح دیگر اعمال
کی ادائی بھی مہدوی اسی طریقے سے کرتے ہیں جس طریقہ سے کہ قرآن و حدیث
میں حکم دیا گیا ہے تسبیح بھی جو مہدوی دیتے ہیں اس میں اولاً خدا کی وحدانیت
اور رسولؐ کی رسالت کا اقبال ہے۔ ذکر اللہ میں جو قرب خدا حاصل کرنے کا

طریقہ ہے وہ صرف کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ورد ہے۔

ہست دین مصطفےٰ دین حیات
شرع او تفسیر آئین حیات

اس کے علاوہ یہ امر غور طلب ہے جب کوئی مہدوی ذکر میں بیٹھتا ہے تو پہلے یہ چھ درود پڑھتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ العَاشِقِین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ المَعشُوقِین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ المُحِبِّین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ المَحبُوبِین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سید المتقین
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ سید المرسلین

اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ آدم صفی اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نوح نجی اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ابراھیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ موسیٰ کلیم اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ عیسیٰ رُوح اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّد رَسُولُ اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ
اِلٰھی بحرمۃ سید محمد مہدیٔ موعود خلیفۃ اللہ صلوٰۃ اللہ سلامہ علیہ

مرا عشق و محبت تو روزی گرداں (مجھے اپنا عشق و محبت روزی کر)

اسکے بعد اللہ کا ذکر شروع کرتا ہے ذکر سے پہلے اس درود شریف اور دعا کو پڑھنا اس امر کا اظہار ہے کہ یہ دونوں باتیں عبادت اور ذکر کی مقبولیت کا ذریعہ ہیں۔ ہم ہر معاملہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کو ضروری جانتے ہیں اور ہم سب کا یہی اعتقاد ہے کہ حضرت رسولِ خدا کو چھوڑ کر کوئی بھی اللہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ آنحضرتؐ سے جن کو محبت ہوتی ہے اور جن کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے خدا کے فرمان وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْل (رسول کی اطاعت کرو) کی تعمیل میں حضرت رسول اللہؐ کی سنتوں پر عامل رہتے ہیں۔ ہر مہدوی اپنی اپنی طاقت کے موافق آنحضرتؐ کی پیروی کا شائق رہتا ہے کیونکہ رسول اللہؐ کے بغیر ایمان اسلام نہیں مل سکتا یہ دو تو چیزیں ہم کو رسول اللہؐ کے ذریعہ ہی سے حاصل ہوئی ہیں۔ ایمان "اللہ کو فرشتوں کو کتابوں کو پیغمبروں کو یوم آخرت کو تقدیر کو اور مرنے کے بعد پھر جی کر اٹھنے کو" ماننے کا نام ہے اور اسلام کلمہ نماز روزہ حج زکوٰۃ پر عمل کا نام ہے، مہدوی کلمہ صدق دل سے پڑھتے ہیں نماز ادا کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں مالدار ہوں تو زکوٰۃ دیتے ہیں۔ قدرت ہو تو حج کرتے ہیں اور ایمان کی پوری صفتوں کو مانتے ہیں جب کوئی مہدوی مرید ہوتا ہے تو پانچوں کلمے اور ایمان مجمل و مفصل کا اقرار مکرر اپنے پیر کے سامنے کرکے اپنے پیر اور دوسرے حاضرین کو اس پر گواہ بناتا ہے کوئی مہدوی فرائض کا منکر نہیں اور نہ کوئی ایسا ہے جو شریعت محمدی پر عمل کو ضروری نہ سمجھے ۔

جو شریعت پر محمدؐ کی رہا ثابت قدم
حاصل ہوتا ہے اسی کو فیض کچھ اسلام کا

تعلیم ذکر

کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہمارے پاس ذکر کے لئے متعین ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" اس کلمہ کو حضرت مہدی علیہ السلام نے اس طرح بیان کیا ہے۔ لَآ اِلٰہَ ہوں نہیں، اِلَّا اللہُ توں ہے" اور کبھی اول اثبات اور بعد نفی رکھ کر اس طرح کہتے ہیں "اِلا اللہ توں ہے لَآ اِلٰہ ہوں نہیں" یہ الفاظ کلمہ کی مراد ہیں اور "توں ہے" سے اثباتِ حق اور "ہوں نہیں" سے اپنے وجود کی نفی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ماسوی اللہ کا وجود ہستی موہوم سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا اور یہی مسلک جملہ عارفانِ الٰہی اور صوفیاء کا ہے کہ ان کے پاس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے حقیقی معنی لَا موجود اِلَّا اللہُ کے ہیں۔

بر سر این باطل حق پیسر زن
تیغ لا موجود الا ہو بزن

ماسوی اللہ تمام اشیاء کا تعلق سالک کی ہستی سے ہے سالک کا اپنی نفی کرنا تمام غیر اللہ کی نفی کرنا ہے یوں بھی نفس سب سے بڑا معبود ہے اپنی خواہش کے پیچھے پڑا رہنا چاہے اس کا تعلق جائز امور سے ہی کیوں نہ ہو نفس و ہوا کی پیروی میں داخل ہے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اَرَیْتَ الَّذِی اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰہُ (کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے) اس طرح سالک کو پہلے اپنے نفس وجودی اور میں پنے سے رہائی حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے ہم ذکر میں اپنے وجود کی نفی کے ساتھ ذاتِ حق کا اثبات کر کے اسی میں مشغول و مصروف رہتے ہیں۔

تا بہ تیغ لا وا الا داشتیم ٭ ماسوی اللہ را نشاں نگذاشتیم

حقایق و معارف سے بے خبر اشخاص کا کہنا یہ ہے کہ لَاۤ اِلٰہَ ہوں نہیں اِلَّا اللّٰہ توں ہے" کے الفاظ قرآن میں کہاں ہیں؟ حالانکہ بہت سے ایسے کلمے ہیں جو رسول اللہؐ نے فرمائے ہیں اور وہ قرآن میں نہیں جیسے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی توضیح لَا نعبدُ اِلَّا اِیَّاہُ سے کی گئی ہے۔ یہ قرآنی الفاظ نہیں ہیں۔ لیکن پیغمبر خدا یا ہادیٔ برحق جن الفاظ کی اپنی امت کو تعلیم دیتا ہے وہ منجانب اللہ ہوتی ہے اور صحیح ہوتی ہے۔ مہدی علیہ السلام بھی اللہ کے خلیفہ ہیں بطور تفہیم آپ نے توں ہے اور ہوں نہیں" کے الفاظ جو کہے ہیں وہ حق کی تعلیم پر مبنی ہیں آپ کی یہ تعلیم لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی توضیح مزید ہے بنیاد ذکر لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی ہے۔

لَاۤ اِلٰہَ ہوں نہیں" تجھ کو قضا آموختہ ہ؛ اور اِلَّا اللّٰہ توں ہی ہجر دلبر سوختہ ہے"

خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ما ارسلنا من قبلک من رسولٍ اِلَّا نوحی اِلیہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ انا فاعبدون (ہم نے تیرے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو) معلوم ہوا کہ کلمہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہی کی وحی جملہ انبیاء کی جانب کی گئی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ملک میں پیغمبر بغرض ہدایت بھیجے گئے ہیں جیسے کہ ما من قریۃٍ اِلَّا خلا فیہا نذیر (ہم نے ہر شہر میں ڈرانے والا بھیجا) سے ظاہر ہے اب سوال یہ ہے عرب کے باہر جتنے پیغمبر ہوئے ان کے پاس کلمہ توحید کس زبان میں اور کن الفاظ میں وحی کیا گیا مثلاً ایران و ہند، روم و یونان وغیرہ میں جو انبیاء آئے ہوں گے انکی طرف کلمۂ توحید کی وحی کس زبان میں کی گئی ہوگی یقیناً انہی کی زبان میں کی گئی ہوگی جس کا ترجمہ قرآن کی زبان میں لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہوتا ہے وہ ان کی قوم

جو زبان عربی سے ناواقف تھی اس کلمہ کو کیا سمجھتی ؟ اگر کسی ایسے مسلمان کے خواب میں جو عربی سے نابلد ہو اُردو، تامل یا گجراتی ہی جانتا ہو، رسول اللہ تشریف لائیں تو آپؐ کیا اس سے عربی میں بات چیت کریں گے یا اسی کی زبان میں؟ اگر عربی میں بات کریں تو وہ کیا سمجھے گا اور رسولؐ کے خواب میں آنے کا اس کو کیا فائدہ حاصل ہوگا؟ اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام نے ہماری زبان میں کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تفہیم کردی ہے اور ذکر کے وقت اسی معنی کے پیش نظر رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ اس کے اثرات ظاہر ہوں، صاحب کشکول کلیمی لکھتے ہیں "اگر مرید عجمی ہو تو مرشد کو چاہیئے کہ مرید کی جو زبان ہو اسی میں ان مراتب کی تعلیم دے" (کشکول کلیمی صفحہ ۲۱) حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو ذکر کی تعلیم ان پنجابی الفاظ میں دیا کرتے تھے" اهول توں (علویات کی طرف اشارہ ہے) اهول توں (سفلیات کی طرف اشارہ ہے) توُں ھی توُں (اطلاق کی طرف اشارہ ہے) (کشکول کلیمی صفحہ ۳۵) ایک ولی اللہ غیر معصوم کے لئے جائز ہے کہ وہ ان الفاظ میں ذکر کرنے کا حکم دے جو نہ عربی ہیں نہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ان کا کوئی میل ہے تو مہدی علیہ السلام نے جو معصوم بھی ہیں اور خاتم الاولیاء بھی اگر تعلیم حق کی بناء پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ذکر کی ایسے الفاظ میں تفہیم کردیں جس کو ہم سمجھ سکتے ہیں تو یہ بات بدرجۂ اولیٰ جائز و برتر ہے اور مانند آیت و حدیث سیجمع الا واجب التعظیم و تعمیل ہے۔ شعر

ذکرِ اِلَّا اللہ توں ہے لَا اِلٰہ ہوں نہیں
طالب حق کو بتا دیتا ہو سلطان الیقین

ذکر پانچ قسم کا ہے ذکر لسانی ذکر قلبی ذکر روحی ذکر سری اور ذکر خفی اولیائے متقین اور مشائخین طریقت اپنے مریدوں اور معتقدوں کو ان اذکار کی درجہ بدرجہ تعلیم دیتے ہوئے لاکر ایک زمانے کے بعد انہیں ذکر خفی سے آگاہ کرتے" لیکن حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر خفی سے ابتدا کرکے اسی ذکر کا حکم دیا ہے کہ رسول اللہؐ نے خیر الذکر ذکر خفی" فرمایا ہے اور خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی ذکر خفی ہی پر تھا جیسا کہ واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃً دون الجھر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغافلین (یاد کرو اپنے پروردگار کو اپنے جی ہی جی میں گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے، آواز سے زبان پر لاکر نہیں" صبح اور شام اور غفلت کرنے والوں میں مت ہو) سے ثابت ہے اس حکم کی تعمیل میں آنحضرتؐ دونوں وقت صبح وشام فجر سے دن نکلنے تک اور عصر سے مغرب تک ذکر میں بیٹھتے لیکن کیا پڑھتے تھے یہ کوئی نہیں جا سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ ذکر خفی ہی میں رہتے تھے ورنہ کوئی ورد زبان مبارک پر جاری ہوتا تو ضرور ایسی روایت ملتی کیونکہ آپ کے نزدیک نشست رکھنے والے اصحاب ابن مسعودؓ یا ابن عباسؓ وغیرہ اس کو سن کر ضرور بیان کرتے جیسے بعض سری نمازوں میں آپ نے جو قرأت پڑھی ہے اس کی روایتیں ملتی ہیں مثلاً حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے آنحضرتؐ کو بیس سے زیادہ مرتبہ مغرب کی دو رکعت سنت میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد کی سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے آہستہ مگر ایسی آواز سے یہ قرأت پڑھی ہے جو بازو والا سن سکے اگر ذکر بھی ایسا ہی کرتے تو اس کی روایت

ملتی۔ آنحضرتؐ کی اتباع میں ہم انہی دونوں اوقات میں قید نشست کے ساتھ ذکر خفی میں لگے رہتے ہیں، ہمارا ذکر پاس انفاس یعنی دموں کی حفاظت کے ساتھ ہوتا ہے جب سانس لیتے ہیں "لاالٰہ الا اللہ تو ہی ہے" کہتے ہیں مگر زبان ہلا کر نہیں بلکہ جی ہی جی میں" کیونکہ بغیر حفاظت دم کے ذکر اللہ دل میں قرار نہیں پکڑتا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل نفس یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میت۔ (جو سانس بغیر ذکر کے نکلے وہ مردہ ہے) پس ہمارا عمل ذکر خفی و پاس انفاس عین موافق قرآن وسنت ہے۔

ہے واقف نہیں عارف اسرار الٰہی اس رنج کو اللہ نہ دے ہاتھ سے اپنے

ادائی تحیۃ الوضو

آیت قرآن فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم کے تحت حضرت مہدی علیہ السلام نے ذکر دوام کو فرض کیا ہے اور ورد اوراد وظائف اور نفل نماز دل سے ہوتو ہے ذکر اللہ کے ہیں منع کردیا ہے لیکن تحیۃ الوضو کے دو رکعت کی ادائی کو باقی رکھا ہے۔ ممانعت نوافل کے باوجود تحیۃ الوضو کی ادائی کی اجازت پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے وہ کہتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمیشہ نفل نمازوں کی ادائی کے باوجود نفل سے روکنا کیا معنی؟ اور پھر تحیۃ الوضو کی اجازت کیوں؟ وہ نہیں سمجھتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض کے علاوہ جو عبادتی عمل کیا ہے اس کو سنت کہتے ہیں۔ اور سنت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سنت موکدہ دوسرے سنت غیر موکدہ جس عمل کا شمار سنت موکدہ یا غیر موکدہ میں نہ ہو وہ نفل کہلاتا ہے۔

رسول اللہؐ نے جس سنت کی ادائی ہمیشہ کی ہے وہ سنت موکدہ ہے اس کو بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے جیسے نماز فجر کی فرض کے پہلے دو رکعت اور جو نماز آنحضرتؐ نے کبھی پڑھی کبھی نہ پڑھی ہو وہ سنت غیر موکدہ یا مستحب ہے جیسے عصر یا عشاء کے فرض کے پہلے چار رکعت۔ سنت غیر موکدہ کے متعلق اختیار ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے یا کبھی پڑھے کبھی چھوڑ دے یا ہمیشہ ہی پڑھتا رہے اور جو چیز آنحضرتؐ کی حدیث قولی سے ثابت ہو علماء نے اس کو بھی سنت میں گنا ہے اس لحاظ سے تحیۃ الوضوء کا شمار سنت میں ہوگا نہ کہ نفل میں کیونکہ یہ نماز حدیث قولی و عملی سے ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب مشکوٰۃ شریف کے باب التطوع فصل اول میں حضرت ابو ہریرہؓ سے اور فصل ثانی میں حضرت بردہ سے اس نماز کے متعلق جو روایت نقل کی گئی ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا میں نے جنت میں اپنے آگے آگے تجھے دیکھا ہے تو وہ کونسا عمل کرتا ہے؟ جس کی وجہ یہ بات تجھ کو حاصل ہوئی حضرت بلالؓ نے جواباً عرض کیا میں ہر وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں" نیز اسی کتاب میں حضرت علیؓ سے یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص گناہ کرے پھر وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اللہ اس کے گناہوں کو بخشدیتا ہے" حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی اس نماز کا ثبوت ملتا ہے ــــ مولوی احتشام الحسن کاندھلوی نے اپنی کتاب رفیق الحج کے صفحہ ۱۵۷ پر یہ حدیث بیان کی ہے کہ "حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں میں مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں پڑا ہوا تھا کہ میں نے حضور اقدسؐ کو باہر تشریف لے جاتے ہوئے دیکھا میں اٹھ

کر پیچھے پیچھے ہو لیا حضور اقدس ایک باغ میں تشریف لے گئے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ایک طویل سجدہ کیا" صاحب مالا بدہ منہ نے تحیۃ الوضو کو سنت کہا ہے" غایت الاوطار اور در مختار میں اس نماز کے فضائل درج ہیں" پھر آنحضرت ؐ نے اس نماز کی ترغیب بھی دلائی ہے چنانچہ عقبہ بن عامر سے صحیح مسلم میں یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت نماز اپنے دل اور چہرہ سے متوجہ ہو کر پڑھے اس کے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ ان احادیث سے ثابت ہے کہ یہ نماز سنت ہے نہ کہ نفل یہی وجہ ہے کہ مہدوی اس نماز کو سنت غیر موکدہ یا مستحب جان کر پڑھتے ہیں اور اس کو پابندی سے پڑھنے نہ پڑھنے کے متعلق ان کو اختیار حاصل ہے۔

نبیؐ کی پیروی بدعت سے بے رخی تیری   امام مہدیؑ کا بہرہ تجھے دلاتی ہے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ نفل پڑھنا محتاج غور ہے آپ کا عمل سنت کہلائے گا نہ نفل۔ اور جس عمل پر آپ نے مداومت فرمائی ہے اس کو سنت موکدہ کہتے ہیں جیسے نماز تہجد یہ نماز فرائض پنجگانہ کے علاوہ خدا کے حکم سے آپ پر زیادہ کی گئی تھی کہ نفل کے معنی زیادتی کے ہیں۔ اس کو آپ نے بطور فرض پڑھا ہے لیکن امت کے لوگوں پر یہ فرض نہیں ہے عام فقہا اس کو سنت موکدہ کہتے ہیں۔ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفل پڑھنا اور پابندی سے پڑھنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جب ذکر دوام یعنی ہمیشہ اللہ کو یاد کرنا فرض ہے جیسے کہ آیت شریفہ

فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم سے ثابت ہے تو اس کے مقابل میں نفل نماز کو چھوڑ دینا ہی چاہیئے جبکہ ایسی نفل حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو۔ کیونکہ دو کاموں سے ایک کام کی ادائی سے دوسرے کی ادائی نہ ہو سکتی ہو اور ایک کو چھوڑنا پڑ رہا ہو تو اس میں سے ادائی اس کام کی جائے گی جو اہم ہو مثلاً اگر صبح کی نماز کا وقت تنگ ہو اور سنت پڑھنے تک فرض کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو سنت کو ترک کر دیا جائے گا۔ یہاں بھی یہی بات ہے ذکر اللہ کی فضیلت قرآن شریف سے ثابت ہے چنانچہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "اقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر" (نماز پڑھو کیونکہ نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے البتہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے ایسی صورت میں ذکر کے مقابل میں جبکہ اس کی فرضیت و اہمیت مسلمہ ہے نفل کو ترک کر دینا اولیٰ ہے ؎

قربت ذات خدا ہے حاصل ذکر دوام ؛ طالبوں کو ذکر ہی میں ڈوب جانا چاہیئے

نسبت خاتمیت

مہدوی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو حضرت رسول خدا صلعم کا تابع بھی مانتے ہیں اور مراتب میں برابر بھی کہتے ہیں پس تابع ہونے کے باوجود برابری کے اعتقاد پر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہے کہ شاید ہم سرے سے حضرت مہدیؑ کو رسول اللہؐ کا تابع ہی نہیں سمجھتے مگر یہ غلط ہے جب حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے آپ کو رسول اللہؐ کا تابع کہا ہے تو کوئی مہدوی جس نے آپ کی تصدیق کی ہے وہ اس

کے خلاف دوسرا عقیدہ کیسے رکھے گا اگر کسی مہدوی کا عقیدہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اس فرمان کے خلاف ہو تو وہ مہدوی نہیں ہے مگر حضرت مہدیؑ کے تابع رسولؐ ہونے سے رسولؐ اور مہدیؑ کی برابری میں کوئی فرق آ نہیں سکتا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا حکم ہے واتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً "اے محمد! ملت ابراہیم حنیف کی اتباع کرو" اور خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔

اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ یعنی یہ (پیغمبر) وہ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے۔ اے محمد! تم ان کی ہدایت کی پیروی کرو"۔ حضرت رسولِ خداؐ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع اور دوسرے پیغمبروں کی اقتدا کے باوجود تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ میں وہ تمام اخلاق اور فضیلتیں جمع ہیں جو دوسرے پیغمبروں میں فرداً فرداً تھیں چونکہ آنحضرت جامع لکمالات ہیں اس لئے سب سے افضل ہیں اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام حضرت رسول خداؐ کے تابع تام یعنی پورے پورے تابع ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تابع دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تابع ناقص دوسرا تابع کامل جس کو تابع تام بھی کہتے ہیں تابع ناقص وہ ہے جو بعض امور میں متبوع کی پیروی کرے اور بعض میں نہ کرے۔ اس میں امت کے تمام افراد داخل ہیں جو غیر معصوم ہونے کی حیثیت سے آنحضرتؐ کی پوری پیروی سے قاصر ہیں اور تابع تام وہ ہے جو اپنے متبوع کی پوری پیروی کرے۔ یہ حضرت مہدی علیہ السلام ہیں جو خلیفۃ اللہ اور معصوم عن الخطاء ہونے کی وجہ حضرت رسول اللہؐ کے تابع تام ہیں اور آپ کی پیروی میں خطا کا کوئی احتمال نہیں آپ میں وہ تمام کمالات اسی

پیروی کے سبب سے جمع ہیں جو آنحضرتؐ میں تھے اور اسی وجہ سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "مہدی کا نام اور اخلاق میرے نام اور اخلاق کے جیسے ہوں گے"۔ (ابوداؤد و طبرانی) اور ایک حدیث میں ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مہدیؑ کے حالات اور اخلاق بطور پیشین گوئی بیان فرمائے تو اصحاب کرام نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ ہی دوبارہ تشریف لائیں گے آنحضرتؐ خاموش ہو رہے" (الحدیث) حضرت مہدی علیہ السلام کی ولایت مانند نبوت کے وہبی اور امامت منصوص ہے اور آپ کے سوا کوئی ولی مادرزاد ولی نہیں اور نہ کسی ایسے شخص کی امامت پر جس کو ہم امام کہتے ہیں (جیسے امام اعظمؒ امام شافعیؒ وغیرہ) کوئی نص موجود ہے" حضرت محی الدین ابن عربیؒ لکھتے ہیں "خاتم الاولیاء اس وقت سے ولی ہیں جبکہ آدم کی مٹی خمیر کی جارہی تھی۔ خاتم الاولیاء کے سوا جتنے ولی ہیں وہ اس وقت ولی ہوتے ہیں جبکہ ان کو ولایت کے شرائط کی تحصیل ہو" اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ سوائے انبیاءؑ کے کوئی معصوم نہیں اور مہدی کی شان میں لا یخطی فرما کر رسول اللہؐ نے آپ کو معصوم قرار دیا اور ملحق بالانبیاء کر دیا ہے برخلاف اولیاء کے کہ کوئی ولی بھی معصوم نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اہل سنت کے پاس کشف اولیاء اولیاء ہی کے لئے حجت ہے دوسرے کے لئے نہیں" نہ کسی ولی اللہ اور امام مجتہد کے کسی قول کا انکار کفر ہے البتہ مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا اور آپ کے احکام کو قبول کرنا فرض ہے کیونکہ آپ کی ہر بات حق کی تعلیم پر مبنی ہے علمائے پیشین اور اولیائے امت رحمہم اللہ بھی اس امر کے معتقد رہے ہیں کہ "جو مہدی

ہوگا وہ رسول اللہؐ کے برابر ہوگا عقد الدرر میں ابن سیرینؒ کا یہ قول درج ہے کہ مہدی ابوبکر و عمر سے افضل اور حضرت رسول اللہؐ کے مساوی ہونگے" اور آپ ہی کا ایک قول یہ بھی ہے" مہدی علیہ السلام بعض انبیاء سے افضل اور ہمارے نبی کے برابر ہوں گے" فصوص الحکم اور شرح فصوص کی جو عبارتیں اوپر درج کی گئی ہیں اس سے تسویت ہی کا نتیجہ برآمد ہوتا ہے، پس ہمارا یہ عقیدہ بالکل صحیح اور اہلِ سُنّت کے عقیدے کے موافق ہے ۔

لے کر آیا ہے نبی کی شکل و تصویر حال و قال

خلق میں اپنے مثل مصطفٰےؐ پیدا ہوا

بہرہ عام حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہمارا مذہب کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ ہے" آپ نے ان تمام باتوں سے روک دیا جن پر بدعت کا اطلاق ہوتا ہے اس پر بعض لوگ اس شبہ میں مبتلا ہیں کہ مہدویوں میں یہ بہرہ عام کا عمل کیا ہے؟ جس میں ہوتا یہ ہے کہ لوگ کسی بزرگ کے عرس کے ایک روز پیشتر جمع ہوکر اپنے اپنے مرشدین کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور سب مل کر پانی یا لکڑی لاتے ہیں یا دوسرا کوئی کام درپیش ہو تو سب مل کر کر دیتے ہیں اس میں چھوٹے بڑے امیر غریب کی کوئی تمیز نہیں کہ

پیش قرآں بندہ و مولا یکی است　　بوریا و مسند دیبا یکی است

پھر جو کچھ اس وقت مرشد کو میسّر ہوتا ہے وہ ان حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ یہی بہرہ عام ہے" اس پر کسی قسم کی بدعت ہونے کا اطلاق

نہیں ہوتا اس لئے کہ ایسے امور اجتماعی کی اسلام میں کوئی ممانعت نہیں۔
بہرہ کے معنی فیض کے ہیں گویا جن بزرگ کے عرس کے ایک روز پیشتر یہ
اجتماع ہوتا ہے جس کو قومی اصطلاح میں "اجاع" کہتے ہیں ان کا فیض
عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے اور یہ تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ مرشد کی خدمت
میں یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص حاضر ہوکر اپنا دامن پسارتا ہے
اور مرشد جو چیز اس وقت ان کے پاس از قسم ماکولات موجود ہوتی ہے
وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لے کر اس کے دامن میں ڈال دیتے ہیں بالعموم
تقسیم شدنی چیز بالکل معمولی قسم کی ہوتی ہے جیسے اُبلے ہوئے چنے یا اولے
وغیرہ اور اس کو نان ریزہ کہتے ہیں، ایک مرتبہ خلیفۂ گروہ کے پاس ایسے
موقع پر کچھ نہیں تھا صرف چند روٹیاں تھیں آپ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے اور
ریزہ ریزہ کرکے تقسیم کردیا جسکی وجہ اس کا نام "نان ریزہ" پڑ گیا جو کثرت استعمال
کی وجہ "ناریزہ" بن گیا یہ طریقۂ تقسیم بالکل اس حدیث کے موافق ہے کہ ایک
دن حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت رسول اللہؐ سے عرض کی یارسول اللہ میرا حافظہ
کمزور ہے مجھے کوئی چیز یاد نہیں رہتی آنحضرتؐ نے فرمایا تو اپنا دامن پسار حضرت ابوہریرہؓ
نے ایسا ہی کیا، آنحضرتؐ نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر جیسے اس میں کوئی چیز ہے ان
کے دامن میں انڈیلے، ایسا دو تین بار کیا حضرت ابوہریرہؓ نے اس کو لپیٹ کر اپنے
سینہ سے لگا لیا اس کے بعد ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ پھر میں نے کوئی بات نہیں
بھولی اور مجھے سب سے زیادہ حدیثیں جو یاد ہیں اس کی وجہ یہی ہے۔ حضرت نبی
کریمؐ نے کیا دیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے کیا لیا اس کو یہ دونوں مقدس ہستیاں

بھی جانتی ہیں لیکن یقیناً یہ ایک فیض تھا جو ابوہریرہؓ کو رسالت مآب ؐ سے عطاء
ہوا اسی طریقہ سے مرشد فیض کی تقسیم کرتے ہیں لیکن مادی اشیاء کی شکل
میں کیونکہ لینے والوں کی مادی آنکھیں روحانی فیض کو دیکھ نہیں سکتیں اور
جن بزرگ کا بہرہؑ عام ہے ان کے نام کی نسبت سے یقیناً اُن کا فیض
ان مادی اشیاء میں سرایت کرجاتا ہے اور دینے والا مرشد انہی
کا جانشین ہوتا ہے جو واسطہ در واسطہ ان کا فیض حاصل کیا ہوا ہوتا ہے
اس کی بہترین مثال غلاف کعبہ ہے جب کسی مقام سے کعبہ کے لئے غلاف روانہ
ہوتا ہے حالانکہ ابھی وہ کعبہ پر چڑھا بھی نہیں لوگ احتراماً اس کو چومتے اور
آنکھوں سے لگاتے ہیں کیونکہ کعبہ کا نام اس کو لگتے ہی ایک نسبت پیدا
ہوگئی اس روز لکڑی یا پانی کو سر پر اٹھائے ہوئے لانا بھی اس بزرگ
کی عظمت و حرمت کی خاطر ہے جن کا بہرہؑ عام ہے اور ان کاموں کو جو بالکل
معمولی درجے کے ہیں حقارت سے دیکھنے کے بجائے عزت و حرمت سے
دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ سادگی عین اسلام کا شیوہ ہے اور ایسے چھوٹے
چھوٹے کام رسول اللہ ؐ نے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے انجام دیئے ہیں جن کی تفصیل
آنحضرت ؐ کی سیرت میں ملے گی' ایک دفعہ کسی سفر میں ایک بکری ذبح کی گئی
اور اس کو چھیلنے اور کاٹنے اور پکانے کے لئے ہر صحابیؓ کے ذمہ آنحضرت
نے ایک ایک کام کردیا اور فرمایا "میں لکڑیاں لاؤں گا" پس اس طرح
کسی اجتماعی موقعہ پر لکڑی کا لانا آنحضرت ؐ کی سنت ہوئی جو ہر بزرگ
کی بہرہؑ عام کے موقعہ پر مہدویہ میں زندہ ہوتی رہتی ہے۔ بہرہؑ عام میں

امراء، وزراء، فقراء، غربا مساکین سب ہی شریک ہوتے ہیں اور سب سر پہ پانی کے گھڑے یا لکڑی کے گٹھے لئے ہوئے اپنے مرشد کے ساتھ دائرہ کی جانب آتے ہیں کسی امیر کبیر یا بادشاہ کا عوام کے سامنے اس قدر حقیر کام کا انجام دینا گویا اپنے نفس پر ایک ضرب شدید رسید کرنا ہے یا بوجہ ناگواری نفس اور اس خیال کے کہ لوگ مجھے ایسا کام کرتے ہوئے دیکھ کر کیا کہیں گے کسی صاحبِ جاہ و عزت کا یہ کام نہ صرف یہ کہ ایک درس مساوات ہے بلکہ اس میں اس کے تکبر و غرور کی موت بھی ہے اور یہی چیز اس کو آئندہ جنّت کا مستحق بنادیگی کہ اس نے ایک دینی کام کی انجام دہی کیلئے نفس کی ذلت اور لوگوں کے حقارت آمیز طعنوں کی پرواہ نہیں کی یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اگرچہ دورِ موجودہ میں بعض بڑے بڑے مقامات پر جہاں نل موجود ہیں اور گھر گھر پانی کی سپلائی ہورہی ہے اور برقی چولہے رائج ہوچکے ہیں لکڑی یا پانی لانے کا کام ایک امر زاید متصور ہوگا لیکن کسی سنت کی ادائی یا بزرگانِ دین کے طریقہ پر کسی دینی امر کی انجام دہی کے لئے ایسا خیال ذہن میں آنا ایک وسوسہ ہے۔ صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا یا شیطان پر کنکریاں مارنا ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور ہاجرہؑ کا فعل ہے اور ایک ضرورت کے تحت ہی اس وقت اس پر عمل ہوا تھا لیکن ضرورت باقی نہ رہنے کے باوجود وہ آج تک جاری ہے اور خدا و رسولؐ ہی نے اس کا حکم دے کر آیندہ کے لئے ایسے دینی کاموں کو جو سنّت اور تعلیم اسلام کے موافق ہوں بطور یادگار قائم رکھنے کا ثبوت فراہم کردیا ہے۔ بہرہ عام میں حکمت یہ ہے کہ جن بزرگ کا یہ بہرۂ عام ہے اپنے

مرشد کی زبان سے اس روز ان کے واقعات سن کر لوگوں کے دل میں عمل کا شوق پیدا ہوتا ہے اور دینی معلومات میں اضافہ ہو کر مذہب سے عقیدت و محبت بڑھ جاتی ہے۔ عرس کے ایک روز پہلے بہرہ عام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عرس تو وفات کا دن ہے اور بہرہ عام کا دن صاحب عرس کی دنیاوی زندگی کا آخری دن ہے۔ جب کوئی بڑا آدمی کسی مقام پر فروکش ہوتا ہے تو جب وہ وہاں سے روانہ ہوگا تو روانگی سے پہلے جن لوگوں نے اس کی خدمت یا ملازمت کی ہوگی ان کو انعامات اور تحفے وغیرہ ضرور دیگا بزرگانِ دین بھی اپنے وصال کے پہلے لوگوں میں اپنا فیض تقسیم کرتے اور اپنے معتقدین و خلفاء کو بشارتوں سے نوازتے ہیں پس ان کے عرس کے ایک روز پہلے ان کا بہرہ لوگوں میں تقسیم کرکے ان کے عطائے فیض کی یاد تازہ کی جاتی ہے ؎

ان کی نگاہ خاص ترے حال پہ ہو آج بھی اے دل ہو مستفید کہ فیض ان کا عام ہے

بزرگوں کے وصال کے روز عرس کرکے غربا کو کھانا اس لئے کھلایا جاتا ہے کہ عرس کے معنی شادی کے کھانے کے ہیں گویا ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ آج فلاں بزرگ اپنے معشوقِ حقیقی (اللہ) سے جا ملے ہیں۔ اس کے سواء اس کا پس منظر کوئی اور نہیں یہ عمل نہ ممنوع ہے نہ خلافِ سنت کہ خود حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہؓ کی نیت سے ان کی روح کو ثواب پہونچانے اللہ کے نام پر آئے ہوئے کھجور تقسیم کرا دیئے ہیں۔ فوت شدہ مومنین کی ارواح کو ثواب پہونچانے کی خاطر غربا و فقراء کو کچھ پکا کر کھلانا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے کہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے موافق بہترین صدقہ بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ چونکہ یہ

کام داخل صدقہ و خیرات ہے اس لئے اُس کے لئے تعین وقت بھی ہوا نہیں بلکہ اس بہانے اس کی ادائی کی خواہ مخواہ فکر لاحق رہے گی اور اس کام کا انجام دینے والا غربا و فقراء کی بھوک دور کر کے اجر و ثواب کا خود بھی مستحق ہوگا اور اپنے متوفی بزرگوں کی روح کو ثواب پہونچانے کا سبب بھی بنا رہے گا کہ فاقہ کش فقیر کی تعریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت کافی ہے "فقیر کے لئے فاقہ کی رات معراج کی رات ہے" ایسے فقیر کو کھانا کھلانے میں جو اجر و ثواب پوشیدہ ہے اس کو ظاہر بین نظر نہیں دیکھ سکتی ایسے ہی فقیروں کے لئے کہا گیا ہے

خدا کی ستر پوشی تھی انہیں کپڑوں کا پہنانا
خدا ہی کو کھلاتا تھا، کھلا دینا انہیں کھانا[1]

بہر حال حدیث کی رو سے کوئی شخص نماز پڑھے روزہ رکھے یا صدقہ کرے اور اس کا ثواب اپنے مرحوم ماں باپ یا دیگر رشتہ داروں کو بخش دے تو ان تک ضرور پہونچتا ہے۔ نماز جنازہ کی ادائی، قبرستان میں فاتحہ خوانی۔ حج بدل کرانا اسی قسم کے امور ہیں اور مہدویوں میں ساٹھی عمر قضا کا طریقہ اسی لئے مقرر ہے کہ مرحوم کے ذمے اگر کچھ فرائض ہوں تو وہ اس کفارہ کی وجہ ساقط ہو جائیں اور کل بروز حشر عدم ادائی فرائض کی گرفت سے وہ بچ جائے۔

---

[1] یہ شعر ایک طویل حدیث کے ٹکڑے کا ترجمہ ہے جس میں ان افراد کے اوصاف گنائے گئے ہیں جو آخرین امت (گروہ مہدیؑ) سے ہیں (دیکھو المعیار)

ساتھی کے بعد کھاٹ اٹھانے کا یہ عمل مرحوم کے گناہ کا کفارہ بن گیا

دُعا کا طریقہ مشکوٰۃ شریف کی بعض حدیثوں سے ظاہر ہے کہ آنحضرت سرور کائینات صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض موقعوں پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور گروہ مہدویہ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے کا کوئی عمل نہیں وجہ یہ ہے کہ اولاً احادیث میں اختلاف ہے اور وہی حدیث صحیح ہے جو موافق قرآن ہو۔ اگر یہ حدیثیں صحیح بھی ہیں تو اس کی یہ توجیہہ کی جا سکتی ہے کہ آنحضرتؐ کا عمل مختلف زمانوں میں مختلف رہا ہے جیسے کہ آنحضرتؐ نے کبھی نماز میں رفع یدین بھی کیا ہے اور بعد میں اس کو چھوڑ دیا اور کبھی ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھی ہے۔ کتب احادیث میں یہ سب طریقے مندرج ہیں لیکن ایک ہی فعل کے متعلق آنحضرتؐ کا آخری عمل پہلے عمل کو منسوخ کرنے والا ہوتا ہے اور اب ادائی نماز کے لئے وہی طریقہ موافق سنت سمجھا جاتا ہے جس کو اہلِ سنت بالخصوص حنفی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے:۔

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً "پکارو اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور چھپاکر"

پس سجدہ میں یا دل میں دعا کرلینا افضل ہوا کہ اس میں اخفاء ہے ؎

بھلا کے بندہ بندگی کر، گر خدا کے سامنے ؛ گڑگڑا کر مانگ حق سے سب تجھے مل جائیگا

ممکن ہے آنحضرتؐ کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی حدیثیں اس آیت کے نزول کے پہلے کی ہوں اور نزول آیت کے بعد آپ نے کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگی ہو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ کو دو موقعوں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک طلب بارش کے لئے اور ایک قبرستان میں

مردوں کی مغفرت کے لئے (مشکوٰۃ) مہدویہ کا بھی اس حدیث پر عمل ہے۔
اعلام الموقعین مؤلفہ علامہ ابن القیم میں ہے کہ "نماز فرض کی ادائی کے بعد امام کا جماعت کی طرف رُخ پھیر کر دعا کرنا نبیؐ کی سنت نہیں ہے" اس لئے مہدوی اس عمل کو خلاف سنت سمجھ کر اس سے باز ہیں اور ادائی نماز فرض کے بعد بموجب طریقہ رسول کریمؐ دل میں دعا کر لیتے ہیں ہم مطلق دعا کے منکر نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو تحیۃ الوضو کی ادائی کے بعد سجدہ میں دعا کرنے کا عمل ہمارے پاس نہوتا (جو عین رسول اللہؐ کے عمل کے موافق ہے) نہ ہم نماز لیلۃ القدر کی ادائی کے بعد دعا مانگتے۔ ہمارے پاس سجدہ میں مخفی دعا کا طریقہ ہونے کے باوجود اس نماز کے بعد بالجہر دعا ایک استثنائی صورت ہے جو ہر حکم میں موجود رہتی ہے جیسے کہ دن کی نمازیں (ظہر و عصر) سری ہیں۔ لیکن جمعہ و عیدین بالجہر پڑھی جاتی ہیں۔ نماز جمعہ ظہر کے وقت پڑھی جاتی ہے لیکن برخلاف ظہر بجائے چار رکعت کے دو رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔
شب قدر میں بعد نماز دعا کرنا بھی ایسا ہی ہے اور اس شب میں امام جماعت وہی دعا کرتا ہے جو خود رسول اللہؐ نے کی تھی یعنی اللھم احینی مسکیناً و امتنی مسکینا واحشرنی یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین" لیکن دعا میں جماعت کو بھی شریک کر لیتا ہے اور احینی، امتنی اور احشرنی کی جگہ احینا و امتنا اور واحشرنا کہتا ہے۔ حضرت رسول اللہؐ نماز وتر کے بعد ہمیشہ یہ تسبیح پڑھتے۔ سبحان ذی الملک والملکوت الخ اور تیسری مرتبہ آواز کو بہت بلند کر دیتے پس شب قدر میں اس طرح دعا کرنا اور تسبیحات

تراویح کا بالجہر پڑھنا قابل اعتراض بات نہیں۔

نماز شب قدر حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز شب قدر اس رات کے اظہار کے شکریہ کے طور پر خدا کے حکم سے اپنے گروہ پر فرض کردی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آدمؑ نے فجر ابراہیمؑ نے ظہر یعقوبؑ نے عصر، داؤدؑ نے مغرب اور یونسؑ نے نماز عشاء، خدا کے فضل ونعمت کے شکریہ میں پڑھی ہے اور یہی پانچ نمازیں آج امت پر فرض ہیں۔ دوگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت پر بعض ناواقف مذہب کہہ اٹھتے ہیں یہ چھٹی نماز شریعت میں اضافہ اور نسخ ہے حالانکہ چھٹی نماز کی زیادتی کو جمہور علماء نے نسخ نہیں قرار دیا یہی قول علامہ تفتازانی کا ہے" نماز پنجگانہ کے علاوہ اور بھی تو نمازیں ہیں جو فرض و واجب ہی ہیں جیسے نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز وتر موخرالذکر دو نمازیں واجب ہیں اور ظاہر ہے کہ واجب اور فرض میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ نماز تہجد آنحضرتؐ پر فرض تھی اور افراد امت کے لئے اس کی ادائی سنت ہے، مگر بعض اولیاء امت نے جو سنت رسول کی اتباع کو فرض جانتے تھے اس کو اپنے آپ پر فرض ہی کر لیا ہے۔ امام زفرؒ نے وتر کو فرض کہا ہے دوسرے ائمہ اس کو سنت یا واجب کہتے ہیں چونکہ سب کا ماخذ آیات و احادیث ہیں اس لئے کوئی ایسے حکم کو نسخ شریعت یا اس میں اضافہ نہیں جانتا بلکہ وتر عشاء کے ساتھ یا عشاء کے وقت پڑھی جاتی ہے اور جمعہ ظہر کے وقت ادا کر کے نمازیں پانچ ہی شمار کی جاتی ہیں پس دوگانہ لیلۃ القدر بھی چونکہ نماز عشاء کے ساتھ اور وقت عشاء ادا ہوتا ہے اس

لئے اس کو چھٹی نماز کہنا غلطی ہے بلکہ اس لحاظ سے نمازیں وہی پانچ ہی رہیں
ائمہ مجتہدین باوجود غیر معصوم ہونیکے وتر اور عیدین کے فرض یا واجب ہونے
کا حکم لگا سکتے ہیں حالانکہ ان کا قول قیاس و اجتہاد کی بنا پر ہے تو حضرت
مہدی علیہ السلام جو بروئے حدیث معصوم عن الخطاء اور خلیفۃ اللہ ہیں
خدا کے حکم سے نماز لیلۃ القدر کو فرض قرار دیں تو ضرور وہ فرض ہے اس
سے نہ نسخ شریعت لازم آتا ہے نہ احکام میں زیادتی کیونکہ خدا سے بلا
واسطہ تعلیم کے علاوہ آپ کے احکام کا ماخذ بھی قرآن وحدیث ہی ہے قرآن
میں شب قدر کی فضیلت کا بیان موجود ہے جس کا مقصود و منشاء اس
رات کی عبادت ہے، اور حدیث شریف ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان
رکھکر شب قدر میں عبادت کرے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشدیئے
جائیں گے (کنز العمال) اسلامی عبادات میں بہترین طریقۂ عبادت نماز
اور اس کی اقل مقدار دو رکعت ہے۔ قرآن وحدیث کے اس منشاء کے تحت
حضرت مہدی علیہ السلام نے دو رکعت نماز اس رات میں فرض کردی
ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس رات عبادت کا بطور
خاص اہتمام کیا ہے چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی کہتے ہیں " رمضان کی
تئیسویں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور تہائی رات
تک ہم کو نماز پڑھائی چوبیسویں رات کو آپ تشریف نہیں لائے پچیسویں
رات کو تشریف لائے اور آدھی رات تک ہم کو نماز پڑھائی ہم نے عرض
کی یا رسول اللہ اچھا ہوتا اگر آپ ہم کو تمام رات نماز پڑھاتے فرمایا

جو شخص امام کے ساتھ نماز کو کھڑا رہے اور امام کے ساتھ ختم کرے۔ اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب دیا جاتا ہے پھر چھبیسویں رات کو آپ برآمد نہیں ہوئے ستائیسویں رات کو تشریف لائے اور ہم سب کو اور اہل خانہ کو جمع فرمایا اور سب کو لے کر اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ ہم کو سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو گیا" (غنیۃ الطالبین) حضرت مہدی علیہ السلام نے اسی سنت کو زندہ کر دیا' اپنے اہل و عیال اور متعلقین اور دائرہ کے تمام لوگوں کو جمع کر کے اس رات نماز پڑھائی اتنی دیر تک کہ سحری کا وقت آگیا اور آج تک یہی عمل گروہ کا ہے کہ یہ نماز آدھی رات گذرنے کے بعد سہ پہر رات کے قریب پڑھتے ہیں کہ یہ وقت نزول رحمت باری کا ہے امام کا اس نماز کو اتنی تاخیر سے پڑھانے کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس نماز کے انتظار میں سونے کے بجائے بیٹھے رہیں اور بروئے حدیث "جو نماز کے انتظار میں ہے وہ نماز ہی میں ہے' پس ان کو تمام رات کی عبادت کا ثواب حاصل ہو ورنہ اول وقت نماز پڑھ لینے پر لوگ بعد نماز سو جاتے اور شب بیداری کا ثواب ہاتھ سے کھو دیتے۔ ؎

؎ نماز لیلۃ القدر پڑھانے کو بزرگان دین نے افعال ارشادی میں شمار کیا ہے سوائے اہل ارشاد کے کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھا سکتا سوائے اسکے جسکو اس نماز پڑھانے کی کسی اہل ارشاد سے اجازت ملی ہو اور اس نماز کے فوت ہو جانے پر اسکی قضا بھی نہیں ہے۔ جیسے نماز جمعہ کی کوئی قضا نہیں اور یہ بات اس نماز کی اہمیت اور شب قدر کی بزرگی و عظمت کے تحت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس نماز کی قضا کو تسلیم کرنا اس نماز سے غفلت کا حکم دیتا ہے اور یوں بھی بعض کے پاس یہ نماز بغیر جماعت کے فرداً پڑھ لینے سے ہوتی ہی نہیں۔

حضرت رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ "شبِ قدر کو رمضان کے آخری دہے میں تلاش کرو" یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرتؐ کو اس کا علم یقینی نہیں تھا لیکن اس کے اخفار میں مصلحت یہ تھی کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس کا اظہار ہو کر آپ کا گروہ آپ کی تصدیق کے صلہ میں اللہ کے اس انعام و احسان سے مستفید ہو یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

بہتر ہزار ماہ سے کہتے ہیں ہم جسے
پوشیدہ رات سب کی نگاہوں سے وہ رہی

تاکہ ملے دوگانہ سے خیر کثیر ہمیں
مہدیؑ نے آکے بخش ہے اس شب سے آگہی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری زندگی گذشتہ امتوں کے مقابل میں فقط اتنی مدت ہے جتنی عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کے جیسی ہے جو مزدوری پر کسی کو ٹھہرائے اور کہے جو میرا نصف کام کرے گا اس کو ایک قیراط ملے گی لہذا یہود نے نصف دن تک کام کیا اور ایک ایک قیراط لے لیا اس نے پھر کہا میرا کام ایک قیراط کے معاوضہ میں کون کرے گا۔ نصاریٰ نے عصر تک کام کیا اور ان کو ایک ایک قیراط مل گئی پھر اس نے کہا عصر سے مغرب تک جو شخص کام کرے گا اس کو دو قیراط ملیں گے لہذا وہ لوگ تم ہو کہ عصر سے مغرب تک کام کر کے دوہرا اجر لو گے یہود اور نصاریٰ کو اس فعل سے نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگے ہم نے کام تو زیادہ کیا اور مزدوری ہم کو کم ملی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کر کے تم پر ظلم کیا ہے انہوں نے کہا نہیں ظلم تو نہیں کیا جتنی مقرر تھی مل گئی۔ فرمان ہوا پس تو یہ میرا فضل ہے جس کو

بیا ہوں دول۔" نیز آنحضرتؐ کا ارشاد ہے اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کو اولین امت کا ثواب ملے گا وہ امر معروف اور نہی عن المنکر میں مشغول ہوں گے۔ فتنہ والوں سے لڑیں گے (المصابیح جلد دوم) اور فرمایا اس کے (میری امت کے) آخر ایک بہت لمبی چوڑی جماعت ہوگی اور بہت خوبی والی ہوگی (مشکوٰۃ) حضرت رسولِ خداؐ نے جو مثال مزدوری کرنے والوں کی بیان فرمائی ہے ایسی ہی ایک تمثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کچھ مزدور ایک دینار روز مزدوری ٹھہرا کر علی الصباح اپنے باغ میں بھیجدیئے پھر پہر دن چڑھے کچھ اور مزدور اسی مزدوری پہ بھیجے پھر دوپہر، سہ پہر کے قریب کچھ اور مزدور اس نے بھیجے پھر جب ایک گھنٹہ دن رہ گیا اس نے کچھ اور مزدور باغ میں بھیجدیئے جب مزدوری دی جانے لگی اس نے اگلوں پچھلوں سب کو ایک ایک دینار دیا اس پر پہلے مزدوروں نے شکایت کی کہ جن لوگوں نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا ہے ان کو ہمارے برابر مزدوری ملی ہے حالانکہ ہم نے دن بھر کام کیا اور دھوپ کی سختی جھیلی مالک نے کہا میں نے تم سے کوئی ناانصافی نہیں کی جو مزدوری تم سے ٹھہری تھی وہ برابر دی ہے اب رہا اوروں کو بھی اتنا ہی دینا یہ میری مرضی ہے (انجیل متی باب ۲۰) اس تمثیل میں جو لوگ علی الصبح کام پر آئے وہ اگلی امتیں ہیں۔ پہر دن چڑھے آنے والے موسیٰؑ کی امت ہے اور دوپہر کو آنے والے عیسیٰؑ کی امت، سہ پہر کو آنے والی جماعت نبی کریمؐ کی امت ہے اور ایک گھنٹہ باقی رہتے پر جو لوگ کام پر لگے وہ گروہ مہدیؑ ہے۔ جس کی صراحت خود نبی کریمؐ نے آخرین امت کے نام سے کردی ہے اور فرمایا

"میری امت کی مثال بارش جیسی ہے نہیں معلوم اس کا اول بہتر ہے یا آخر (مشکوٰۃ) اور یہ شب قدر کی مختصر عبادت ہی ہے جس نے گروہ مہدی (آخرین امت) کو اس کی عمر کے مختصر عرصہ میں گذشتہ امتوں کے برابر ثواب کا مستحق بنا دیا

مہدیؑ موعودؑ کی تصدیق کا ہی یہ اثر
ایک تھوڑی سی عبادت اور یہ کتنی اجر

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مورخہ ۲۶ رجون سنہ ۱۹۷۲ء
روز پنجشنبہ مقام پالکوہ

راقــــــــم
فقیر حقیر محمد نور الدین عربی

فرامین مہدیؑ

(۱) "ہر جا کہ باشید بیادِ خدا باشید"

جہاں رہو اللہ کی یاد میں رہو۔

(۲) "مومن ذخیرہ نہ کند"

مومن ذخیرہ نہیں کرتا۔

کتابت: سید نصرت مہدوی چنچل گوڑہ